شمس الرحمٰن فاروقی *

کچھ تراجم شعر

حصۂ اول

دو قدیم سنسکرت شاعرات: چار نظمیں

ودیا (Vidya) اور شلا بھٹارکا (Silabhattarika) کے بارے میں ہم اتنا ہی جانتے ہیں کہ کئی اور شعرا کے ساتھ ان کا کلام ایک گلدستے میں محفوظ ہے جسے ایک بدھ بھکشو نے ترتیب دیا تھا۔ اور یہ کلام ۷۵۰ء سے لے کر ۱۱۰۰ء کے درمیان لکھا گیا ہوگا۔ سب تراجم براہ انگریزی ہیں۔

(۱) سورج

شاعرہ: ودیا

میں ثنا خواں
سورج کے اگتے ہوئے طشت کی
طوطے کی چونچ کی طرح سرخ دھاردار موجوں والا
نیلوفر کے کنج کا دوست
پورب کی دیوی کا کان کا گوشوارہ

بنیاد جلد سوم شمارہ:۱، ۲۰۱۲ء

(۲) چھلیا

شاعرہ: ودیا

سکھی، کہو کیا ان جھاڑیوں کا سب حال ٹھیک ہے ابھی؟
جھاڑیاں، جو گوالنوں کی سرگشتوں اور چھپنے چھپانے کی آماجگاہ تھیں
رادھا کے عشق کی گواہ تھیں
اب جب ان کی نرم شاخوں کو کاٹ کر بستر بنانے
کی ضرورت کچھ نہیں کہ جن پر محبت کھل کھیلتی،
مجھے ڈر ہے ان کی ہریالی پژمردہ ہوگی
اور وہ بوڑھی
اور سخت ہو چکی ہوں گی

(۳) تصدیقات

شاعرہ: ودیا

جو دکھ کی جگہ اور تنگی کے عالم میں
جنم لیتا ہے، اس کے لئے یہی بڑا کام ہے
کہ خود کو جیتا رکھے۔
چمپا کی جڑ کو اگر ریگ زار
جھلس دے، تو اسے پھولنے کھلنے کا دھیان
بھلا کیوں کر آئے گا؟

(۴) بے وفا

شاعرہ: شلا بھٹارکا

میرا میاں وہی ہے
جس نے میری دوشیزگی لی
اور یہ وہی چاندنی میں غرق راتیں ہیں جنھیں ہم جانتے تھے
اور یہ وہی ہوا ہے، بندھیاچل کی پہاڑیوں سے بہتی ہوئی،
نئی کھلتی چمبیلی کی خوشبو سے بوجھل
اور میں، میں بھی تو وہی ہوں
اور دل و جان سے مجھے حسرت ہے انھیں نرکلوں کی
جو ندی کنارے اگتے ہیں
اور جنھیں ہماری پر مسرت خوش ظاہر اور ندر کنے والی
ہم آغوشیوں کے بارے میں سب کچھ معلوم تھا۔

حصۂ دوم

اینا آخما توواکی تین نظمیں

(اینا آخماتووا (Anna Akhmatova) کی روسی نظموں کا ترجمہ، براہ انگریزی)

(۱) مسیح مصلوب

''اماں میرے لئے آپ گریہ نہ کریں،
میں اس مزار میں زندہ ہوں۔''

اس لمحۂ عظیم کی شان بڑھادی تھی
فرشتوں کے طائفے نے
آسمان کو پگھلا دیا تھا
ایک آگ نے
اس نے اپنے باپ سے کہا، ایلی، ایلی لما سبقتنی؟(۱)
اور اپنی ماں سے کہا، ''میری خاطر گریہ نہ کرنا۔''

مریم مجدلانی، سسکیاں بھرتی، سر پٹکتی تھی۔
اس کا سب سے پیارا حواری پتھر بن گیا تھا
لیکن وہاں جہاں اس کی ماں چپ کھڑی تھی
ادھر دیکھنے کی کسی میں ہمت نہ تھی۔

(۲) موت سے

جب تجھے آنا ہی ہے تو ابھی کیوں نہیں؟
مجھے تیرا انتظار ہے اور یہ زندگی بہت کٹھن۔
میں روشنی بجھا کر تیرے لئے دروازہ کھول دیتی ہوں
کس قدر سادہ ہے تو، واللہ کیا کرامت ہے!
تو کوئی بھی نقاب اوڑھ لے،
زہر کے گولے کی طرح پھٹ پڑ
یا دبے پاؤں آ، جیسے کوئی شاطر چور

(۱) عبرانی: اے میرے خدا، اے میرے خدا، تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا؟

یا پھر چیچک کے بخار جیسی ہذیانی۔
یا پھر اس افسانے کی طرح آ جسے تو ہی نے گھڑا
اور جسے ہم نے اتنی بار سنا کہ ہم اکتا گئے ہیں تنگ آ گئے ہیں
لا مجھے دکھلا دے، سپاہی کی نیلی ٹوپی اور بچارا گھر کا داروغہ خوف سے زرد
اب میرے لئے سب ایک ہے۔
دریائے ینیسی رخ بدلے، قطب تارا روشن ہو
اور آنکھوں کی گہری نیلی روشنیاں
آخری خوف تلے ڈھک جائیں

(۳) دیباچے کے بجائے

میں نے شدت اور استبداد کے بدترین زمانے لینن گراڈ کے قید خانوں کے سامنے انتظار میں کھڑے کھڑے گذارے۔ ایک دن کسی کو ایسا لگا کہ جیسے وہ مجھے پہچانتا ہے۔ پھر ایک عورت جو لائن میں میرے پیچھے تھی اور جس کے ہونٹ نیلے پڑ رہے تھے اور جس کا نام میرے لئے کوئی معنی نہ رکھتا تھا، اس بے حسی نما غنودگی سے برآمد ہو کر جس کے ہم سب عادی ہو چکے تھے، سرگوشی کے انداز میں بولی (کہ ہم صرف سرگوشی ہی میں گفتگو کرتے تھے):

''... اور وہ ...، کیا آپ اسے بیان کر سکتی ہیں؟''

''ہاں،'' میں نے کہا۔

اور تب اس کے چہرے پر مسکراہٹ دوڑ گئی۔
یا اس کی صورت پر، جو کبھی چہرہ بھی تھی۔

حصۂ سوم

(پرتگالی شاعر ہورخے دالیما (Jorge de Lima) کی نظم کا ترجمہ، براہ انگریزی)

تقسیم شعر

میں نے پودوں سے نکالا، جنگلی شہد
میں نے پانیوں سے نکالا، نمک
میں نے آسمانوں سے لی۔ روشنی
سنو اے برادران، میں نے شعر نکالا، ہر چیز سے
کہ اسے مالک کی بارگاہ میں نذر کروں۔
میں نے زمین سے زر نہیں نکالا اور نہ
اپنے بھائیوں کا خون ہی چوسا۔
سرائے والو، مجھے میرے حال پر چھوڑ دو
پھیری والو اور ساہوکارو!
میں چاہوں تو تمھیں دور رکھنے کے لئے
فاصلے بنا ڈالوں۔
خدائی معجزوں پر میرا عقیدہ بھی ہے۔
ابھی تو مرغے بول نہیں رہے ہیں، ابھی تو
صبح نہیں ہوئی ہے۔ میں نے جہازوں کو جاتے اور اور واپس
لوٹتے دیکھا، میں نے موٹے چربیلے آدمی کو آگ میں دیکھا، میں نے
تاریکی میں آڑی ترچھی لکیریں دیکھیں۔
اے ناخدا، کانگو کدھر ہے، اور سینٹ برینڈن کا جزیرہ، وہ کدھر ہے؟
اے ناخدا، کس قدر کالی ہے یہ رات اور
بھاری جبڑوں والے کتے تاریکی میں غل کرتے ہیں

اے قابل لمس لوگو، کون سا ہے وہ ملک،
وہ کون سا ملک ہے جس کے تم تمنائی ہو؟

میں نے پودوں سے نکالا جنگلی شہد
میں نے پانیوں سے نکالا نمک۔ میں نے آسمانوں سے لی۔ روشنی۔
بھائیو، تمھیں دینے کے لئے میرے پاس کچھ نہیں صرف
شعر ہیں۔ آؤ بیٹھو۔

حصۂ چہارم

(۱) هر که خدا را بشناسد خداست

(مسعود بک)

(حضرت منصور الحلاج کی حسب ذیل عربی نظم کا براہ راست ترجمہ)

جو میرا مطلوب ہے وہ میں ہوں
میں جس کا مطلوب ہوں میں ہی ہوں
بدن ہے ایک لیکن
ہماری جانیں ہیں اس میں دونوں

مجھے جو دیکھے وہ اس کو دیکھے
جو اس کو دیکھے
اسے بھی دیکھے مجھے بھی دیکھے

انا من اهویٰ و من اهویٰ انا
نحن روحانی حللنا بدنا
فاذا ابصرتنی ابصرته
و اذا ابصرته ابصرتنا

(الحلاج)